

قرآن اور مستشرقین

بسیلسلہ : تحریک انتشار اور ایک تعارف

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

اس تحقیقی مضمون کے مطالعہ میں چند نکات کو مد نظر رکھنا چاہیے: (۱) ہر مستشرق کے بارے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ پہلی دفعہ میں اس کے مترجم اردو نام کے علاوہ اصل انگریزی، جرمن یا فرانسیسی نام بھی بیان ہو جائے۔ بہت سے مستشرقین ایسے ہیں جن کے اردو نام ہمیں نہیں ملے یا ابھی تک اردو میں ترجمہ نہیں ہوئے تو ان کے اصل نام کی اردو بناتے ہوئے انگریزی لہجے (American English Accent) کو معیار بنایا گیا ہے۔ مثلاً اگر کسی جرمن یا فرنچ مستشرق کو نقل کیا گیا ہے تو اس کے نام کے انگریزی لہجے کی اردو بنائی گئی ہے نہ کہ جرمن یا فرنچ (۲) کسی بھی مستشرق کے پہلی دفعہ بیان کے وقت اس کی سن پیدائش اور سن وفات بھی ساتھ ہی نقل کی گئی ہے اور اس بارے میں آن لائن انسائیکلو پیڈیا، ویکی پیڈیا کو ماخذ بنایا گیا ہے۔ (۳) اکثر مستشرقین کے حالات زندگی کتب میں نہیں ملتے، لہذا حالات زندگی کے بیان میں بھی زیادہ تر ویکی پیڈیا ہی پر انحصار کیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تازہ ترین معلومات کے اعتبار سے یہ انسائیکلو پیڈیا ایک بہترین مصدر ہے۔ (۴) اختصار کے پیش نظر کسی مستشرق کے افکار کا خلاصہ اردو میں بیان کر دیا گیا ہے، جبکہ اس کی اصل عبارت آخر مضمون میں حواشی کی صورت میں نقل کر دی گئی ہے۔ (۵) یہ مضمون اپنے موضوع پر ایک تمہید ہے اور اس میں کوشش کی گئی ہے کہ ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح پر قرآنات کے موضوع پر کام کرنے والوں کو دفاع کتاب کے بارے میں نئے موضوعات اور نئی راہیں بھانکی جائیں تاکہ صحیح معنوں میں کتاب اللہ کے دفاع کا وہ فریضہ انجام پاسکے جو امت مسلمہ کے ذمے ایک قرض بن چکا ہے۔ (۶) ہمارے ہاں لائبریریوں کی جو صورت حال ہے اس سے سب آگاہ ہیں۔ ایک معروف پبلک یونیورسٹی جو علوم اسلامیہ میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کروارہی ہے اس کی لائبریری کی کسپیڑی کا یہ عالم تھا کہ ضرورت پڑنے اور تلاش کرنے پر راقم کو وہاں بائبل کانسٹنٹ نڈل سکا۔ لہذا کتب کے انٹرنیٹ ایڈیشنز سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو عیسائی مشنری ویب سائٹس نے اسلام دشمنی میں انباروں کی صورت جمع کیے ہوئے ہیں۔ (۷) عربی میں اگرچہ استشراق پر کافی کام ہوا ہے اور راقم کے پاس بھی تقریباً ۱۵۰ ایسی عربی کتب موجود ہیں جو تحریک استشراق اور مستشرقین کے رد میں ہیں، لیکن یہ ساری تحقیق بھی مستشرقین کی کتب کے عربی تراجم پر نقد کے گرد ہی گھومتی ہے۔ مستشرقین پر براہ راست نقد کرنے والے یافتہ کرتے ہوئے ان کی انگریزی نصوص یا اصطلاحات کو بیان کرنے والے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اپنے اس مضمون میں ہم نے یہ ممکن کوشش کی ہے کہ کسی مستشرق کی اصطلاح یا اعتراض انگریزی میں ہی بیان کیا جائے اگرچہ ساتھ میں اس کا اردو ترجمہ یا ما حاصل بھی بیان ہو جائے۔

تھیوڈور نولڈ کے (Theodor Noldeke) (۱۸۳۶-۱۹۳۰ء)

تھیوڈور نولڈ کے (Theodor Noldeke) (۱۸۳۶-۱۹۳۰ء) ایک جرمن مستشرق تھا۔ ۱۸۵۶ء میں تاریخ قرآن پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور اس کا یہ تحقیقی کام اس کے شاگرد فریڈرک شوالی Friedrich Zacharias Schwally (۱۸۶۳-۱۸۱۹ء) کے تعاون سے ۱۸۶۰ء میں پہلی مرتبہ جرمن زبان میں شائع ہوا جبکہ اس کا اصل مقالہ لاطینی زبان میں تھا جو بعد ازاں The History of the Text of the Quran کے نام سے انگریزی میں بھی شائع ہوا۔ یہ کتاب تین جلدوں میں شائع ہوئی۔ پہلی جلد ۱۹۰۹ء اور دوسری ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی جنہیں شوالی نے ایڈٹ کیا۔ جبکہ تیسری جلد ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی اور شروع میں تو اسے برگ ٹریسر (Gotthelf Bergstrasser) ایڈٹ کرتا رہا جبکہ اس کی وفات کے بعد اوٹو بارٹس (Otto Bartus) نے ایڈٹ کیا۔^(۱)

علاوہ ازیں قرآن مجید سے متعلق اس کے خیالات ۱۸۹۱ء میں انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا میں The Quran کے نام سے ایک آرٹیکل کی صورت میں زیادہ مرتب صورت میں شائع ہوئے۔ ”نولڈ کے“ کو جرمن مستشرقین کا ’شیخ‘ کہا جاتا ہے۔ وہ یونیورسٹی آف سٹراسبرگ، فرانس میں مشرقی علوم کا استاذ رہا ہے۔ اسے یونانی علوم و فنون کے علاوہ عبرانی، سریانی اور عربی زبان میں بھی خاصا درک حاصل تھا۔^(۲) تاریخ نص قرآن (The History of the Text of the Quran) مستشرقین کی نظر میں علوم قرآن پر ایک مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔

نولڈ کے کی تحریر پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ منتشر خیالی اور غیر ضروری طوالت کے دوستوں پر قائم ہے۔^(۳) ہمارے خیال میں اصل مسئلہ منتشر خیالی ہے جو غیر ضروری طوالت کا باعث بنا ہے۔ ایک عام سے اعتراض کو اس قدر تمہید اور طوالت کے ساتھ بیان کرے گا کہ قاری سوچتا رہتا ہے کہ اس نے ان دس صفحات میں بیان کیا کیا ہے۔ اسی غیر ضروری طوالت کا نتیجہ ہے کہ اس کا تحقیقی کام تین جلدوں میں مرتب ہوا۔ اور غالباً اس کی منتشر خیالی کا ہی کمال تھا کہ اس کے شاگردوں کو اس کے تحقیقی کام کو ایڈٹ کر کے شائع کرنے میں تقریباً چالیس سال لگ گئے۔

نولڈ کے کا خیال ہے کہ قرآن محمد (ﷺ) کی ذاتی تصنیف ہے اور وحی آپ سے ایک بے قابو ہيجانی حالت میں صادر ہوتی ہے جسے وہ uncontrollable excitement کا نام دیتا ہے۔ وحی محمد (ﷺ) کی اپنی ذات یا نفس سے صادر ہوتی ہے اور آسمانوں یا خدا کی طرف نازل شدہ نہیں تھی اس کی دلیل کے بارے میں اس کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد (ﷺ) اندر اور بے باک طبیعت کے حامل ایک وژنری (اپنے بارے میں بہت زیادہ خواب دیکھنے والے) انسان تھے۔ علاوہ ازیں غار حرا کی زاہدانہ ریاضتوں نے ان کے دماغ کو جلا بخش دی تھی اور اس پر مستزاد یہ کہ ان کے منکرین کی مخالفت نے ان میں ایک چڑ کی کیفیت پیدا کر دی۔ یہودیت اور عیسائیت کے بارے میں بنیادی معلومات سے آپ پہلے ہی سے آگاہ تھے اور وحی، جبرائیل، کتاب وغیرہ کے تصورات سے آپ ناواقف نہ تھے۔^(۴) ان سارے حالات میں آپ سے وحی ایسے صادر ہوتی تھی جیسا کہ ایک شاعر کے

سینے سے شعر نکلتا ہے۔ اگرچہ شاعر اپنے شعر کو اپنی تخلیق سمجھتا ہے، لیکن محمد ﷺ اپنی ذات سے صادر ہونے والے کلام کا صحیح تجربہ نہ کر پائے اور جو کلام ان سے حالات کے تقاضوں کے تحت صادر ہوا تھا اسے زائدانہ طبیعت اور سابقہ ادیان کے تصورات وحی کے باعث آسمان سے خدا کی طرف سے نازل شدہ وحی سمجھ بیٹھے۔ اس کے شائع شدہ تحقیقی مقالہ کی تین جلدوں میں سے پہلی جلد کا موضوع یہی ہے، یعنی وحی کی نوعیت اور حیثیت کا تعین۔ علاوہ ازیں اس جلد میں اس نے قرآن کریم کی مکی اور مدنی سورتوں کے اسلوب بیان کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ مکی سورتوں کا اسلوب کلام شاعرانہ ہے جبکہ مدنی سورتیں طویل نثر کے اسلوب پر ہیں۔ مکی سورتوں کو اس نے مزید تین ادوار یعنی ابتدائی، وسطیٰ اور آخری دور میں تقسیم کیا ہے۔ اس اعتبار سے اس نے قرآنی سورتوں کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ دوسری جلد دین نبوی، خلافت ابوبکر صدیق اور خلافت عثمان میں قرآن مجید کی جمع و تدوین کے بارے میں شکوک و شبہات سے بحث کرتی ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ جمع عثمانی مکمل وحی پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس میں وحی کا ایک حصہ شامل ہونے سے رہ گیا ہے (۵) اس میں اس نے قرآن مجید کے بارے میں اہل تشیع اور عیسائیوں کا موقف بھی بیان کیا ہے۔ تیسری جلد قراءات میں اور رسم قرآنی کے بارے میں اعتراضات پر مشتمل ہے۔ اس کے خیال میں رسم عثمانی میں بہت سی غلطیاں موجود ہیں۔

قرآنی نصوص میں اور اس کے علاوہ بھی کثرت سے ہمیں ایسے صریح دلائل ملتے ہیں جو نو لڈ کے اس نظریے کو باطل قرار دیتے ہیں کہ وحی کا باعث اللہ کے رسول ﷺ کی انفعالی کیفیات تھیں۔ اگر وحی کا مصدر وہاخذ اللہ کے رسول ﷺ کی ذات ہی ہوتی تو جب منافقین نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تو آپ کی شدید خواہش تھی کہ کسی طرح اپنی زوجہ محترمہ کو اس الزام سے فوری طور پر بری قرار دے دیں، لیکن معاملہ آپ کے ہاتھ میں نہیں تھا، لہذا ابراءت کی آیات کے نزول میں تقریباً ایک ماہ لگا اور اس وقت تک کے لیے آپ کو منافقین کی طرف سے اپنی زوجہ محترمہ سمیت شدید ذہنی کوفت برداشت کرنی پڑی۔ اسی طرح مشرکین نے جب آپ سے اصحاب کھف ذوالقرنین اور روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا تو آپ انہیں وقت پر جواب نہ دے پائے جس وجہ سے مشرکین نے آپ کے دعوائے رسالت کو طعن و تشنیع کا موضوع بنایا۔ اس معاملے میں بھی اگر وحی آپ کے اختیار میں ہوتی تو فوراً جواب سامنے آ جاتا۔ اسی طرح حضرت جبرائیل بعض اوقات آپ ﷺ کے پاس انسانی شکل میں بھی آتے تھے، جیسا کہ حدیث جبرائیل میں ہے، اور آپ کو کبھی بھی یہ وہم نہ ہوا کہ آپ نے جبرائیل کی جگہ کسی دوسرے صحابی کو جبرائیل سمجھ لیا ہو۔ یہ تمام قرائن اور شہادتیں واضح کرتی ہیں کہ وحی کا مصدر آپ ﷺ کے خارج میں تھا نہ کہ آپ کی ذات میں، اور یہ خارج میں بھی وہاں جہاں آپ کا اختیار نہیں تھا، یعنی آسمان سے (۶)

علاوہ ازیں قرآن مجید میں بہت سی ایسی آیات ہیں جن کے معانی آخری درجے میں یہ صراحت کر رہے ہیں کہ یہ محمد ﷺ کا کلام نہیں ہو سکتا۔ سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ﴾ (۷)

”(اے نبی ﷺ) یاد کریں جب آپ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے بھی (یعنی زید رضی اللہ عنہ) کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو روکے رکھ (یعنی اسے طلاق نہ دے) اور اللہ سے ڈر اور آپ اپنے ذات میں وہ کچھ چھپا رہے تھے کہ جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہ رہا تھا، اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔“

یہ آیت مبارکہ آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ اور ان کی اہلیہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (۸) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور آپ ﷺ کے ایماء پر ہی انہوں نے حضرت زیدؓ سے شادی کی تھی۔ جب حضرت زیدؓ نے آپ کو بتلایا کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے عدم توافقی کی وجہ سے انہیں طلاق دینے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں طلاق دینے سے روک دیا۔ اگرچہ آپ کے ذہن میں یہ تھا کہ اگر زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی تو آپ زینبؓ سے نکاح کرنا چاہیں گے۔ لیکن یہ خواہش ایسی تھی جس کا اظہار معاشرتی دباؤ کے سبب ممکن نہ تھا، کیونکہ دور جاہلیت کا یہ رواج تھا کہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھتے ہوئے اس کی مطلقہ سے شادی کو جائز نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس پر قرآن مجید نے یہ تبصرہ کیا کہ آپ معاشرتی جبر کے سبب جس خواہش کو چھپانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اگر قرآن مجید میں سے کچھ چھپانا ہوتا تو یہ آیت ضرور چھپا لیتے۔ (۹) یہ آیت مبارکہ واضح کرتی ہے کہ وحی کا منبع آپ کی داخلی کیفیت نہیں تھی۔

جہاں تک سورتوں کو ترتیب نزولی کے اعتبار سے جمع کرنے کی کوشش کی بات ہے تو یہ کام نولڈ کے علاوہ بلاشیر اور رچرڈ نبل وغیرہ نے بھی کیا ہے اور ان سب کا بھی آپس میں اختلاف ہے۔ قرآن مجید کی ترتیب نزولی میں کچھ تفسیری روایات ہمیں کتب تفسیر و حدیث میں ملتی ہیں جن کی بنیاد پر مسلمان علماء نے بھی ترتیب نزولی کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ نولڈ کے وغیرہ جیسے مستشرقین کا معاملہ یہ ہے کہ وہ ترتیب نزولی کو متعین کرنے کے لیے تفسیری روایات کی بجائے اپنے مزمومہ اصولوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں، جیسا کہ قرآنی نص کے تحلیلی جائزہ (analytical analysis) کے ذریعے اس کا زمانہ نزول متعین کرنا وغیرہ۔ اس طرح کے اصول یقینی طور کسی نص کے زمانہ نزول کو متعین نہیں کر سکتے، البتہ گمان یا احتمال کی حد تک کا علم حاصل ہو سکتا ہے اور اس احتمالی علم کی بنیاد پر کسی موقف کی بنیاد رکھنا درست نہیں ہے۔

ولیم کلیر تسدال William St. Clair Tisdall (۱۸۵۹-۱۹۲۸ء)

ولیم کلیر تسدال William St. Clair Tisdall (۱۸۵۹-۱۹۲۸ء) برطانوی مستشرق (orientalist) تھا جو بشمول عربی کئی ایک مشرقی زبانوں میں درک رکھتا تھا۔ وہ ایران میں قائم مشنری سوسائٹی کا چرچ آف انگلینڈ کی طرف سے سیکرٹری بھی رہا۔ اس نے فارسی، ہندی، گجراتی اور پنجابی زبانوں کی گرامر بھی مرتب کی ہے۔ قرآن مجید پر The Sources of Islam اور The Original Sources of the Islam کے نام سے دو کتابیں لکھیں (۱۰) پہلی کتاب ۱۹۰۱ء میں اسکاٹ لینڈ سے اور دوسری ۱۹۰۵ء میں نیویارک سے شائع ہوئی۔ جب ان کتب پر مولوی محمد علی اور امام فخر الاسلام نے تنقید کی تو اس کے جواب میں کلیر تسدال نے

ایک کتاب مرتب کی جو ۱۹۱۲ء میں لکھنؤ، مدراس اور کولمبو سے شائع ہوئی۔^(۱۱) A Word to the Wise, being a Brief Defense of the Sources of Islam کے نام سے بھی

کلیئر تسدال کی کتاب The Original Sources of the Quran یعنی ”قرآن کے اصلی مصادر“ چھ ابواب پر مشتمل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید وحی الہی یا آسمانی کتاب نہیں ہے اور یہ کتاب دور جاہلیت کے عرب مذاہب، عیسائیت، یہودیت، صابیت، حنفیت اور دین زرتشت کے افکار و اعمال کا ملغوبہ ہے۔ اس کتاب کا پہلا باب تعارفی ہے اس باب میں اس نے قرآن مجید کو اللہ کے رسول ﷺ کی ذاتی تخلیق قرار دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر ہم سورتوں کو ترتیب نزولی کے اعتبار سے جمع کریں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ قرآن مجید اور محمد ﷺ کی زندگی میں پیش آنے والے حالات و واقعات میں حد درجہ مماثلت ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ محمد ﷺ ایک کامیاب زندگی کے حصول میں موقع بہ موقع حالات کے مطابق وحی وضع کرتے رہے^(۱۲) اور اپنے متبعین کو یہ باور کراتے رہے کہ یہ آسمانوں سے خدا کی طرف سے نازل ہو رہی ہے۔

تسدال کا یہ اعتراض نہایت ہی سچی ہے۔ قرآن مجید کی آیات کا اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت سے متعلق ہونے کا سبب بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر اور ان کے متبعین کی رہنمائی چاہتے ہیں لہذا آپ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کو جیسے حالات و مسائل کا سامنا تھا اس کے مطابق وحی نازل ہوتی رہی۔ یہ تو کسی کلام کا نقص شمار ہوگا کہ اس میں مستقبل کی رہنمائی تو ہو لیکن قوم کو درپیش حالیہ مسائل سے نکلنے کا کوئی رستہ تجویز نہ کیا ہو۔ کیا خدا کے کلام کے بارے میں ہم ایسا سوچ بھی سکتے ہیں کہ وہ جس دور اور قوم میں نازل ہو رہا ہو اس دور اور قوم دونوں کے مسائل کو نظر انداز کر دے؟ پس قرآن مجید میں محمد ﷺ اور آپ کی جماعت کو درپیش مسائل سے مسلسل خطاب (address) کرنا اس بات کی قطعاً دلیل نہیں بن سکتا کہ یہ محمد ﷺ کی کتاب ہے۔

دوسرے باب میں تسدال نے یہ ثابت کیا ہے کہ محمد ﷺ کے دین کے مصادر (sources) میں پہلا اور اہم ترین مصدر دور جاہلیت کے عربوں کی رسوم و رواج اور عقائد (pagan center) ہیں۔ مثلاً محمد ﷺ نے تعددِ اَزواج اور غلامی کے قوانین جاہلی عرب معاشرے سے لیے، وغیرہ۔ اس باب کا عنوان تسدال نے ایسے عقائد، شعائر اور عادات موجود ہیں جو جاہلی معاشرے میں نمایاں تھیں مثلاً جنات اور فرشتوں کے وجود پر ایمان، طواف و سعی اور وقوف منیٰ و مزدلفہ کے شعائر، نکاح و ختنہ کی عادت وغیرہ۔

یہ اعتراض بھی انتہائی سطحی نوعیت کا ہے، کیونکہ یہ امر واضح ہے کہ اہل عرب دین ابراہیمی پر تھے اور اس کے دعوے دار بھی تھے، لیکن وقت کے ساتھ انہوں نے بھی یہود و نصاریٰ کی طرح اپنے دین میں تحریف کر لی تھی اور دین تو حید میں بت پرستی وغیرہ کو رواج دے دیا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دور جاہلیت کی جن مذہبی رسوم کو شریعت اسلامیہ میں برقرار رکھا تو وہ دین ابراہیمی ہی کی باقیات تھیں جیسا کہ حج کے اکثر و بیشتر شعائر ہیں۔ عمرو بن لُحی وہ پہلا شخص نے جس نے اہل مکہ میں بت پرستی کو رواج دیا۔^(۱۳)

جہاں تک تعددِ اَزواج کا معاملہ ہے تو یہ کسی بھی سماوی دین میں ممنوع نہیں رہا ہے جیسا کہ ہم جانتے ہیں

کہ جلیل القدر انبیاء حضرات ابراہیم، اسماعیل اور یعقوب علیہم السلام نے ایک سے زائد شادیاں کی تھیں۔ اور غلامی کا آغاز اسلام سے نہیں ہوا، البتہ دور جاہلیت میں یہ رسم موجود تھی اور اسلام نے اسے حکمت کے ساتھ ختم کیا ہے نہ کہ رواج دیا ہے۔

تیسرے باب میں تسدال نے اپنے تئیں یہ ثابت کیا ہے کہ دین اسلام اور قرآن مجید کا دوسرا بڑا مصدر یہودی اور صابی افکار و اعمال ہیں۔ اس نے تیسرے باب کا عنوان Influence of Sabian and Jewish Ideas and Practices رکھا ہے۔^(۱۵) تسدال کا دعویٰ یہ ہے کہ محمد ﷺ نے ایمان، جنت، جہنم، فرشتوں، شیاطین، توبہ اور جبرائیل وغیرہ کے تصورات یہودیت سے لیے ہیں تاکہ وہ ایک نیا دین مدون کر سکیں۔^(۱۶) اس کا کہنا ہے کہ یہود عرب معاشرے میں عام تھے، لہذا محمد ﷺ ان کے عقائد و نظریات اور مذہب سے اچھی طرح واقف تھے۔ محمد ﷺ نے یہود میں اپنے نئے مذہب کے لیے قبولیت (acceptance) پیدا کرنے کے لیے ان کے دین سے کئی ایک چیزیں اپنی کتاب میں شامل کیں۔

چوتھے باب میں تسدال نے عیسائیت اور عیسائی لٹریچر کو قرآن مجید کا ایک مصدر قرار دیا ہے۔ اس نے اس باب کا عنوان Influence of Christianity and Christian Apocryphal Books رکھا ہے۔ اس باب میں اس نے کہا ہے کہ اگرچہ عیسائی اس طرح سے عرب میں آباد نہیں تھے جیسے کہ یہود، لیکن محمد ﷺ نے شام کے سفر تجارت کے دوران مختلف مواقع پر عیسائی راہبوں مثلاً ورقہ بن نوفل وغیرہ سے ملاقات کے ذریعے اور نجران کے بشپ قس بن ساعدہ کے عکاظ کے میلہ میں خطابات سن کر دین عیسائیت کے عقائد و تعلیمات کے بارے میں بہت کچھ واقفیت حاصل کر لی تھی جسے انہوں نے بعد ازاں اپنی کتاب قرآن مجید میں شامل کیا۔^(۱۷)

جہاں تک یہود کا تعلق ہے تو مکہ میں کوئی یہود آباد نہیں تھے، اگرچہ مدینہ میں تھے اور یہود سے آپ کی ملاقات مدینہ جا کر ہی ہوئی، جبکہ قرآن مجید کے نزول کو شروع ہوئے تیرہ برس گزر چکے تھے اور قرآن مجید کا دو تہائی حصہ نازل ہو چکا تھا۔ اسی طرح مکہ یا اس کے گرد و نواح میں عثمان بن حویرث اور ورقہ بن نوفل کے علاوہ کوئی عیسائی نہیں تھا۔ عثمان بن حویرث تو نبوت سے تین سال پہلے ہی شام چلا گیا اور وہاں جا کر ہی اس نے عیسائیت قبول کی اور قیصر کے ہاں مقام و مرتبہ حاصل کیا۔^(۱۸) اور ورقہ بن نوفل سے آپ ﷺ کی پہلی ملاقات پہلی وحی کے نزول کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے ہوئی جن کے وہ چچا زاد بھائی تھے۔ ورقہ بن نوفل نے آپ سے ملاقات کے دوران ایسی کوئی بات نہیں کی کہ محمد ﷺ میرے شاگرد ہیں۔ اس ملاقات میں جو مکالمہ ہوا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ محمد ﷺ سے ورقہ کی پہلی ملاقات تھی۔ اور اسی ملاقات کے دوران ورقہ آپ ﷺ کو کیا متاثر کرتے وہ تو آپ سے متاثر ہو گئے اور آپ ﷺ کو اللہ کا نبی قرار دینے لگے اور آپ کی مدد کی شدید خواہش کا بھی اظہار کرنے لگے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أُنْجَى مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَبْرَ مَا رَأَى۔ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَى^(۱۹)

”ورقہ نے آپ سے کہا: اے میرے بھتیجے! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں خبر دی

کہ آپؐ نے کیا دیکھا۔ اس پر ورقہ بن نوفل نے کہا: یہ تو وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔“

نبوت سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ سے باہر دو سفر کیے ہیں اور دونوں شام کی طرف تجارت کی غرض سے تھے۔ ایک تولوئین کی عمر میں تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی عمر اس وقت بارہ سال تھی جب شام کی طرف پہلے سفر کے دوران آپ ﷺ کی ملاقات ایک عیسائی راہب بصرہ سے ہوئی اور یہ بھی مختصر وقت کے لیے تھی اور اس نے آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی بھی دی۔ پس وہ آپ ﷺ کو کیا متاثر کرتا وہ تو آپ سے اثر قبول کر رہا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے مابین مہر نبوت کی تصدیق بھی کی۔ (۲۰) دوسرا تجارتی سفر آپ ﷺ نے پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خواہش پر کیا۔ (۲۱) جبکہ نبوت کا دعویٰ آپ ﷺ نے اس سے پندرہ سال بعد چالیس برس کی عمر میں کیا۔ یہاں مستشرقین اپنا نظریہ احتمال (Theory of Probability) استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سفر شام میں آپ کی بہت سے عیسائی راہبوں سے ملاقات ہوئی ہوگی اور آپ نے ان سے عیسائیت کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہوگا، وغیرہ۔ کتب سیرت میں ہمیں صرف اتنی تفصیل ملتی ہے کہ اس سفر کے دوران حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام میسرہ آپ کے ساتھ تھا اور راستے میں ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کے دوران ایک راہب نے غلام میسرہ سے آپ ﷺ کے بارے میں سوال کیا تو غلام نے بتلایا کہ آپ ایک قریشی نوجوان ہیں اور اہل حرم میں سے ہیں تو اس راہب نے آپ ﷺ کے نبی ہونے کی بشارت دی۔ (۲۲)

پانچویں باب میں تسدال نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایرانی زرتشتی مذہب کے بھی بعض عناصر قرآن مجید میں ملتے ہیں۔ اس نے اس باب کا عنوان Zoroastrian Elements in the Qur'an and Traditions of Islam رکھا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مذہب زرتشت میں ایسی کہانیاں مشہور ہیں کہ ان کے نبی زرتشت نے آسمانوں کا سفر کیا، جنت اور مقدس درخت کا نظارہ کیا اور بعد ازاں اس کے احوال بھی بیان کیے۔ اور غالب امکان یہی ہے کہ پیغمبر اسلام نے پارسی مذہب کی انہی کہانیوں سے اپنے لیے سفر معراج کا تصور وضع (develop) کیا تھا۔ (۲۳) اگر ہم تسدال کی عبارت پر غور کریں تو یہاں بھی اس نے نظریہ احتمال ہی بطور دلیل نقل کیا ہے کہ اہل عرب ایرانی مذہب کی معروف کہانیوں اور تصورات سے واقف ہوں گے اور یہی واقعیت اللہ کے رسول ﷺ کی زرتشتی مذہب سے استفادہ کی بنیاد بنی ہوگی۔ تسدال نے اپنی عبارت میں probability کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ (۲۴)

اس کتاب کے چھٹے باب کا موضوع یہ ہے کہ قرآن مجید کے مصادر میں سے ایک اہم مصدر عرب کے خفاء اور ان کے افکار بھی ہیں۔ خفاء، حنیف کی جمع ہے اور یہ وہ لوگ تھے جو دور جاہلیت میں بھی توحید پر قائم تھے۔ تسدال نے اس باب کا عنوان The Hanifs and their Influence upon Nascent Islam قائم کیا ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ دین حنیفیت کے جتنے بنیادی اصول و ضوابط ہیں، مثلاً وحدانیت کا اقرار، بت پرستی کا انکار، جنت و جہنم پر ایمان، بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی مذمت، اللہ کے صفاتی ناموں رب، رحمان اور غفور وغیرہ کا استعمال، یہ سب ہمیں قرآن مجید میں نظر آتے ہیں۔ (۲۵) تسدال کا کہنا یہ بھی ہے کہ خفاء کی ایک جماعت آپ ﷺ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھی لہذا ان کے افکار کا آپ پر اثر چھوڑنا ایک فطری امر تھا، مثلاً عثمان بن

حورث اور ورقہ حضرت خدیجہؓ کے کزن تھے اور عبید اللہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے تھے۔^(۲۶)
عثمان بن حورث کے بارے میں ہم ابن ہشام رحمہ اللہ کا یہ بیان نقل کر چکے ہیں کہ وہ نبوت سے تین سال پہلے شام منتقل ہو گیا تھا اور اس نے عیسائیت قبول کر لی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ پر اس کے اثرات کے بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے سوائے نظریہ احتمال کے اور ورقہ بن نوفل نے بھی عیسائیت قبول کر لی تھی۔ محمد ﷺ کے اعلان نبوت کے وقت نابینا اور انتہائی بوڑھے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی پہلی دفعہ ان سے ملاقات پہلی وحی کے نزول کے بعد ہوئی، جیسا کہ ہم پیچھے نقل کر چکے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہودیت، عیسائیت، دین ابراہیمی اور دین محمدی ﷺ میں بہت سی تعلیمات مشترک ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا مصدر ایک ہے، یعنی وحی الہی۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:
(وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِّعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ) (۲۷)
”انبیاءِ علانی (باپ شریک) بھائی ہیں۔ ان کی مائیں (شریعتیں) جدا ہیں جبکہ ان کا (باپ) دین ایک ہے۔“

رچرڈ بیل Richard Bell (۱۸۷۶-۱۹۵۲ء)

رچرڈ بیل Richard Bell (۱۸۷۶-۱۹۵۲ء) ایک برطانوی مستشرق تھا۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۹ء کے مابین اس نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ The Quran: Translated with a Critical Rearrangement of the Surahs Introduction to اپنا مشہور مقدمہ اور ۱۹۵۳ء میں Montgomery Watt (۱۹۰۹-۲۰۰۶ء) کی نظر ثانی کے ساتھ دوبارہ شائع ہوا۔ اس کی ایک اور معروف کتاب The Origin of Islam in its Christian Enviornment کے نام سے بھی ہے جو ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی۔ یہ تینوں کتابیں ایڈنبرگ یونیورسٹی پریس نے شائع کی ہیں۔ رچرڈ بیل، یونیورسٹی آف ایڈنبرگ، برطانیہ میں عربی زبان کا استاذ رہا ہے۔^(۲۸)
رچرڈ بیل نے اپنے مقدمہ کو دس فصول میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی فصل میں اس نے اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے کے احوال و نظریات کو بیان کیا ہے۔ اس میں اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ قرآنی اسلوب کلام یہودیت، عیسائیت، حنیفیت، زرتشتی مذہب سے متاثر ہے۔^(۲۹) اس اعتراض کا جواب کلیر تسدال کے بیان میں گزر چکا ہے۔ دوسری فصل نزول و جمع قرآن کے بارے میں ہے۔ اس فصل میں اس نے قرآن مجید میں کی بیشی کا دعویٰ کیا ہے اور دلیل کے طور پر قراءات متواترہ اور شاذہ کو بیان کیا ہے۔ ان قراءات کے بیان سے وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ آپس میں مصاحف قرآنیہ کا اختلاف تھا۔^(۳۰) اس اعتراض کا بیان آر تھر جیفری کے بیان میں نقل ہوگا کیونکہ اس کا یہ تخصص (specialization) تھا۔ تیسری فصل قرآن مجید کی پاروں، احزاب، سورتوں میں تقسیم کے بارے میں ہے۔ اس تقسیم کے بارے میں اس کا کہنا ہے کہ یہ تلاوت کی غرض سے تھی۔ اسی فصل میں اس نے معوذتین کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا موقف بیان کیا ہے کہ وہ انہیں قرآن مجید کا حصہ نہیں مانتے تھے۔^(۳۱)

چوتھی فصل میں رچرڈ بیل نے اسلوب قرآن کو موضوع بحث بنایا ہے اور اس کا کہنا یہ ہے کہ قرآنی اسلوب

کلام کا ہنوں کے اسلوب کلام 'سجع' پر قائم ہے۔ (۳۲) اس اعتراض کا جواب ہم آگے چل کر نقل کریں گے۔ پانچویں فصل میں اس نے سورتوں کو موضوع بحث بنایا ہے اور قصر و طول عبارتوں کی تکرار اور نحو قرآنی پر گفتگو کی ہے۔ بعض مقامات پر وہ قرآن مجید کی کچھ عبارتوں میں اضافے بھی تجویز کرتا ہے کیونکہ اس کے بقول وہ عبارات نامکمل ہیں اور یہ اضافے ان کی تکمیل کا باعث ہیں۔ (۳۳) چھٹی فصل میں رچرڈ بیل نے قرآن مجید کی ترتیب نزولی پر گفتگو کی ہے جبکہ ساتویں فصل قرآن مجید کی بعض مخصوص آیات کے معانی و مفاہیم کی وضاحت پر مبنی ہے۔ یہاں اس نے بعض مقامات پر قرآن مجید میں انجیل سے استفادہ کی علامات دکھانے کی کوشش کی ہے۔ (۳۴)

آٹھویں فصل کا بحث قرآن مجید کے موضوعات اور ان کے مصادر ہیں جس میں اس نے قرآن مجید کے تصور توحید، اسماء و صفات کے مصادر متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ (۳۵) نویں فصل قرآنی قصص اور ان کے یہودیت و عیسائیت سے ماخوذ ہونے کے بارے میں ہے جبکہ دسویں فصل شریعت اسلامیہ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، سود شراب اور جوا وغیرہ کے بارے میں ہے۔ (۳۶) رچرڈ بیل کے اعتراضات کو ہم منگمری واٹ کے بیان میں موضوع بحث بنائیں گے کیونکہ بیل کی یہ کتاب منگمری واٹ کی نظر ثانی اور اضافوں کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

آرتھر جیفری Arthur Jeffery (۱۸۹۲-۱۹۵۹ء)

آرتھر جیفری Arthur Jeffery (۱۸۹۲-۱۹۵۹ء) کینیڈین نژاد آسٹریلین مستشرق تھا۔ کولمبیا یونیورسٹی نیویارک میں سامی زبانوں (Semitic Languages) کا پروفیسر رہا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے اسلامی مخطوطات (manuscripts) کو اس نے اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا۔ قرآن مجید پر بھی اس کا کافی کام ہے جن میں The Foreign Vocabulary of Materials for the History of the Text of the Quran اور The Textual History of the Quran، علاوہ ازیں تحقیقات میں The The Textual History of the Quran، Mystic Letters of the Koran, A Variant Text of the Fatiha اور The Orthography of the Samarqand Codex مقالہ جات اہم ہیں۔ (۳۷)

ان کتابوں میں جیفری کی معروف ترین کتاب Materials for the History of the Text of the Quran ہے جو ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کی کتاب 'کتاب المصاحف' کو بنیاد بنا کر لکھی گئی ہے۔ آرتھر جیفری کی تمام کتابوں اور مقالہ جات کا مرکزی خیال تقریباً ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ بائبل کی طرح قرآن مجید بھی کوئی مستند مذہبی کتاب نہیں ہے۔ آرتھر جیفری نے ابن ابی داؤد کی کتاب 'کتاب المصاحف' کو ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں اس نے اپنے عربی مقدمے میں قرآن کے بارے میں کئی ایک فرسودہ خیالات و نظریات کا اظہار کیا ہے۔ آرتھر جیفری کی تحقیق سے مزین 'کتاب المصاحف' ۱۹۳۷ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اس اشاعت کے شروع میں اس نے اپنی کتاب Materials کو بھی شائع کیا۔ یہ کتاب ۶۰۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ بعد ازاں ۱۹۶۰ء، ۱۹۶۳ء اور ۱۹۷۵ء میں بھی یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔

آرتھر جیفری کا کہنا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں قرآن تحریری شکل میں موجود نہیں تھا (۳۸) اور اپنے اس موقف کی بنیاد اس نے ایک روایت کو بنایا ہے جس کے الفاظ ہیں:

قبض رسول اللہ ﷺ ولم يكن القرآن جمع في شيء (۳۹)

”اللہ کے رسول ﷺ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ قرآن مجید کسی چیز میں جمع نہیں کیا گیا تھا۔“

اس روایت میں قرآن مجید کے ایک جگہ جمع ہونے کا مسئلہ زیر بحث ہے نہ کہ کتابت کا، لہذا آرتھر جفری کا استدلال درست نہیں ہے۔ اور یہ بات درست ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں قرآن مجید ایک کتاب کی صورت میں بین الذقتین جمع نہیں کیا گیا بلکہ متفرق اجزاء کی صورت میں لکھا ہوا موجود تھا۔ صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی زندگی میں قرآن مجید لکھا کرتے تھے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَبِي بَنْ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ (۴۰)

”اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں کس نے قرآن مجید جمع کیا؟ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: چار

لوگوں نے، اور وہ چاروں انصاری ہیں: ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید (رضی اللہ عنہم)۔“

آرتھر جفری کا کہنا یہ بھی ہے کہ مستشرقین کی تحقیق کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ پڑھنا لکھنا جانتے تھے جیسا کہ رچرڈ نیل اور ٹوری Charles Cutler Torrey (۱۸۶۳-۱۹۵۶ء) دونوں نے یہ بات کی ہے۔ اس بنیاد پر آرتھر جفری نے لکھا ہے کہ مغربی اسکالر زکی تحقیق کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ مسلمانوں کے لیے اپنی زندگی کے آخری حصے میں ایک کتاب مرتب کر رہے تھے۔ (۴۱)

میکسم روڈنسن Maxime Rodinson (۱۹۱۵-۲۰۰۴ء) اور منگمری واٹ کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ پڑھنا لکھنا جانتے تھے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ ایک تاجر تھے اور تجارت کے پیش نظر آپ کو حساب کتاب کے لیے لکھنے پڑھنے کی ضرورت تھی لہذا آپ پڑھ لکھے تھے۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کے لیے ’اُمی‘ کا جلفظ استعمال ہوا تو منگمری واٹ کے نزدیک اس سے مراد غیر یہودی ہے نہ کہ ان پڑھ۔ (۴۲)

یہ بات درست نہیں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذَا لَا تَنَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾ (۴۳)

”اور آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ ہی اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو

قرآن کو باطل قرار دینے والے ضرور شک میں پڑ جاتے (یعنی تب تو انہیں شک کرنے کی گنجائش تھی)۔“

اگر تو اللہ کے رسول ﷺ لکھنا جانتے ہوتے تو مشرکین مکہ اس آیت کو سنتے ہی شور مچا دیتے۔ اس آیت کی

قرآن مجید میں موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ ﷺ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔

آرتھر جفری کا کہنا یہ بھی ہے چونکہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں قرآن مجید تحریری صورت میں موجود نہیں تھا لہذا اس میں کسی بیشی کے تمام امکانات موجود تھے، لیکن جب آپ ﷺ کی وفات ہو گئی تو اب یہ امکانات ختم ہو گئے۔ (۴۴) اس اعتراض کا جواب ہم پہلے ہی نقل کر چکے ہیں کہ یہ دعویٰ ہی درست نہیں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں قرآن مجید تحریری صورت میں موجود نہیں تھا۔

مضامین قرآن

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع قرآن کے کام کے بارے میں آر تھر جیفری کا خیال یہ ہے کہ یہ ایک ذاتی جمع تھی نہ کہ سرکاری۔ اس کے گمان میں سرکاری سطح پر قرآن کی جمع کا کام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ آر تھر جیفری نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ بعض اسکالرز کی تحقیق کے مطابق حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کا کام صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے کیا تھا، لیکن چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت متنازع تھی لہذا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے جمع قرآن کے کام کی نسبت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف کرنے کے لیے کچھ ایسی روایات وضع کر لیں جن کے مطابق حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع قرآن پر مامور کیا گیا تھا۔ (۳۵)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جمع قرآن کو ذاتی جمع قرار دینا قطعاً غلط ہے۔ متفق علیہ روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ جمع سرکاری تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر حضرت ابو بکر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک جگہ قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ (۳۶) آر تھر جیفری نے اپنی کتاب Material میں کتاب المصاحف کے اس حصے کو بنیاد بنایا ہے کہ جس میں مختلف صحابہ اور تابعین کے مصاحف کا تذکرہ ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کے زمانے میں مسلمانوں کا کسی ایک قرآن پر اتفاق نہ تھا بلکہ ان میں سے اکثر کے پاس اپنا ذاتی مصحف تھا اور یہ ذاتی مصحف ایک ایسے قرآن پر مشتمل تھا جو دوسرے کے پاس موجود نہ تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ ہمیں روایات و آثار سے پندرہ صحابہ اور تیرہ تابعین کے ان ذاتی مصاحف کا پتا چلتا ہے جن کی آیات مصحف عثمانی اور مروجہ قراءات کے خلاف ہیں۔ آر تھر جیفری نے حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت حفصہ، حضرت انس بن مالک، حضرت عمر، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عائشہ، حضرت سالم، حضرت ام سلمہ اور حضرت عبید بن عمیر (رضی اللہ عنہ) تابعین میں سے حضرت اسود، حضرت علقمہ، حضرت حطان، حضرت سعید بن جبیر، حضرت طلحہ، حضرت عکرمہ، حضرت مجاہد، حضرت عطاء بن ابی رباح، حضرت ربیع بن خثیم، حضرت اعش، حضرت جعفر صادق، حضرت صالح بن کیسان اور حضرت حارث بن سید (رضی اللہ عنہ) کے مصاحف کا ذکر کیا ہے۔ (۳۷)

آر تھر جیفری نے اپنی کتاب Materials میں جنہیں مصاحف قرار دیا ہے وہ دراصل صحابہ کرام سے مروی قراءات کی روایات ہیں اور قراءات کا اختلاف یا تنوع اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ہم یہاں یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ آر تھر جیفری نے کتاب المصاحف کی بنیاد پر قراءات کے جو بے شمار اختلافات نقل کیے ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر روایات منقطع اور ضعیف ہیں۔ (۳۸) اور منقطع اور ضعیف روایت کی بنیاد پر کسی مصحف یا قراءت کی نسبت کسی صحابی کی طرف کرنا ہمارے نزدیک کوئی علمی رویہ اور اسلوب نہیں ہے۔ صحابہ و تابعین کی مذکورہ بالا جماعت میں سے دو صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایات میں ان کے کسی ذاتی مصحف کا تذکرہ ملتا ہے۔

ابن ندیم رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۸ھ) نے مصحف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے اور اس کی سورتوں کی جو فہرست پیش کی ہے اس میں نو سورتیں غائب ہیں جو سورۃ الفاتحہ، سورۃ الحجر، سورۃ الکہف، سورۃ طہ، سورۃ النمل،

سورة الشوریٰ، سورة الزلزال، سورة الفلق اور سورة الناس ہیں۔ اس روایت کے راوی فضل بن شاذان (متوفی ۲۶۰ھ) ہیں جو ایک شیعہ فقیہ اور متکلم ہیں۔^(۴۹) اس روایت کے آخر میں ہے کہ یہ کل ملا کر ۱۱۰ سورتیں ہوئیں جبکہ اس روایت میں ۱۰۵ سورتوں کے نام نقل ہوئے ہیں۔^(۵۰) علاوہ ازیں فضل بن شاذان کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تیسری صدی ہجری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کا کوئی مصحف دیکھا اور تیسری صدی ہجری میں کسی مصحف کا مشاہدہ یہ ثابت نہیں کرتا کہ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کا مصحف ہے۔ ابن ندیم (متوفی ۳۲۸ھ) کا کہنا یہ بھی ہے کہ میں نے اپنے زمانے چوتھی / پانچویں صدی ہجری میں کئی ایک ایسے مصاحف دیکھے ہیں جن کے بارے میں لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف ہے، لیکن ان میں سے دو مصحف بھی آپس میں نہیں ملتے۔ ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ میں نے دو سو سال پرانا ایک مصحف دیکھا ہے جس کی نسبت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف کی جاتی ہے اور اس میں سورة الفاتحہ بھی موجود ہے۔^(۵۱)

امام سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے 'الاتقان' میں مصحف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں سورتوں کی جو تعداد نقل کی ہے اس میں سورة الفاتحہ اور معوذتین موجود نہیں ہیں^(۵۲) جبکہ ابن ندیم نے جو مصحف دیکھا اس میں سورة الفاتحہ بھی موجود تھی۔ اس بحث کا خلاصہ کلام وہی ہے جو ابن ندیم نے نکالا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کے بارے میں مروی روایات میں سے کوئی دو روایات یا ان کی طرف منسوب مصاحف میں سے کوئی دو مصحف بھی آپس میں متفق نہیں ہیں۔ پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف ان مصاحف یا روایات کی نسبت میں اضطراب ہے اور مضطرب روایت محدثین کے ہاں 'ضعیف' ہی کی ایک قسم ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ مصحف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں وہی قراءات موجود تھیں جو ان سے سینہ بسینہ صحیح و متواتر سند کے ساتھ آج تک قراءت نقل کرتے چلے آ رہے ہیں اور روایت حفص بھی انہی میں سے ایک ہے۔ ان میں سے چند ایک اسناد ماہنامہ رشد جون ۲۰۰۹ء ص ۱۹۵ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایات سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ ان کا ذاتی مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ضبط کر لیا تھا۔ جمع عثمانی سے قبل حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مصحف کیسا تھا یا کن سورتوں پر مشتمل تھا یا اس کا رسم الخط کیا تھا؟ اس بارے میں ہمیں کوئی مستند روایت نہیں ملتی۔ جو آثار اس مصحف کے احوال کے بارے میں مروی ہیں وہ باہم متضاد ہیں، لہذا مضطرب المتن ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول اور ضعیف ہیں۔^(۵۳) ابن ندیم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مصحف میں موجود سورتوں کی ترتیب مصحف عثمانی کے برعکس نقل کی ہے۔ اس ترتیب کے مطابق ان کے مصحف میں مصحف عثمانی کے بالمقابل ۱۰ سورتیں یعنی سورة العنکبوت، سورة لقمان، سورة الذخان، سورة الذاریات، سورة التحریم، سورة المزمل، سورة المدثر، سورة البلد اور سورة العصر غائب ہیں۔ علاوہ ازیں دو سورتوں سورة الخلع اور سورة الحجید کا اضافہ بھی ہے۔^(۵۴) اس روایت میں کل ۱۰۶ سورتوں کا بیان ہے، حالانکہ روایت کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ کل ۱۱۶ سورتیں ہوئیں۔ یعنی مصحف ابن مسعود والی روایت کی مانند یہ روایت بھی اپنی تکذیب خود ہی کر رہی ہے۔^(۵۵)

امام سیوطی نے 'الاتقان' میں مصحف ابی بن کعب کی سورتوں کی جو ترتیب بیان کی ہے وہ ابن ندیم کی

ترتیب سے مختلف ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے یہ روایت ابن اُشتہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۹۱ھ) سے نقل کی ہے جو انہوں نے اپنی کتاب 'کتاب المصاحف' میں بیان کی ہے۔ ابن اُشتہ کی یہ کتاب اس وقت مفقود ہے لہذا اس خبر کی بنیاد ہمارے پاس 'الاتقان' ہی ہے۔ ابن اُشتہ نے یہ روایت محمد بن یعقوب سے انہوں نے ابو داؤد سے اور انہوں نے ابو جعفر الکوفی سے نقل کی ہے۔ اور ابو جعفر الکوفی کی وفات ۲۳۸ھ میں ہوئی۔

ابن اُشتہ کی بیان کردہ اس فہرست میں مصحف عثمانی کے بالمقابل ۱۰۶ سورتوں کا بیان ہے اور ۸ سورتیں یعنی سورۃ الفرقان، سورۃ فاطر، سورۃ الزخرف، سورۃ القمر، سورۃ المجادلہ، سورۃ الانسان اور سورۃ البروج وغیرہ غائب ہیں۔ علاوہ ازیں دوسورتوں سورۃ الخلع اور سورۃ الحقد کا اضافہ بھی ہے۔^(۵۶) یہ دونوں روایات مضطرب ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہیں۔

کتاب المصاحف ہی کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مصحف اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے لیے بھی اس مصحف کو دیکھنا ممکن نہیں رہا تھا چہ جائیکہ کوئی سینکڑوں سال بعد مصحف ابی بن کعب کو دیکھنے کا دعویٰ کرے۔ جب اہل عراق کی ایک جماعت محمد بن ابی رحمہ اللہ کے پاس آئی تاکہ وہ انہیں اپنے والد محترم کا مصحف دکھاسکیں تو انہوں نے کہا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لے لیا تھا۔ انہوں نے دوبارہ یہی مطالبہ کیا تو محمد بن ابی رحمہ اللہ نے دوبارہ یہی جواب دیا۔^(۵۷) (جاری ہے)

مصادر و مراجع

۱۔ عمر بن ابراہیم رضوان الدکتور 'آراء المستشرقین حول القرآن الکریم و تفسیرہ' دار طیبہ، الرياض، ۱۹۹۲ء، ۱۸۶/۱۔

2- Theodor Noldeke, accessed 29 March 2013, <<http://en.wikipedia.org/wiki/N%C3%B6ldeke>>.

۳۔ ہماری مراد اس کی وہ تحریریں ہیں جو انگریزی میں مترجم ہیں۔

4- How these revelations actually arose in Muhammad's mind is a question which is almost as idle to discuss as it would be to analyze the workings of the mind of a poet. In his early career, sometimes perhaps in its later stages also, many revelations must have burst from him in uncontrollable excitement, so that he could not possibly regard them otherwise than as divine inspirations. We must bear in mind that he was no cold systematic thinker, but an Oriental visionary, brought up in crass superstition, and without intellectual discipline; a man whose nervous temperament had been powerfully worked on by ascetic austerities, and who was all the more irritated by the opposition he encountered, because he had little of the heroic in his nature. Filled with his religious ideas and visions he might well fancy he heard the angel bidding him to recite what was said to him. (Theodor Noldeke, The Quran: An Introductory Essay, USA: Interdisciplinary Biblical Research Institute, 1992, p. 5)

- 5- Uthman's Qur'an was not complete. Some passages are evidently fragmentary; and a few detached pieces are still extant which were originally parts of the Qur'an, although they have been omitted by Zaid. (Ibid, p. 23)
- ٦- آراء المستشرقين: ٣٨٨/١-٣٨٩- ٧- الأحزاب: ٣٧:٣٣-
- ٨- بخارى 'محمد بن اسماعيل إمام' صحيح البخارى' كتاب تفسير القرآن' باب قوله تعالى وتخفى فى نفسك ما الله مبديه' دار طوق النجاة' بيروت' ١١٧/٦' ٤٢٢-٤٢٣-
- ٩- أحمد بن حنبل إمام' مسند أحمد' مؤسسة الرسالة' بيروت' ٢٠٠١' ٤٣' ٣٢٤-
- 10- William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <http://en.wikipedia.org/wiki/William_St._Clair_Tisdall>.
- 11- William St. Clair Tisdall , accessed 28 March 2013, <<http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/WW/index.htm>>.
- 12- When the Surahs are arranged in the chronological order of their composition and compared with the events in Muhammad's life, we see that there is much truth in the statement that the passages were—not, as Muslims say, revealed, but—composed from time to time, as occasion required, to sanction each new departure made by Muhammad. The Qur'an is a faithful mirror of the life and character of its author. It breathes the air of the desert, it enables us to hear the battle-cries of the Prophet's followers as they rushed to the onset, it reveals the working of Muhammad's own mind, and shows the gradual declension of his character as he passed from the earnest and sincere though visionary enthusiast into the conscious impostor and open sensualist. (The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <<http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap 1.htm>>.)
- 13- It is clear, from all that has been said, that the first source of Islam is to be found in the religious beliefs and practices of the Arabs of Muhammad's day. From this heathen source, too, Islam has derived the practice of Polygamy and that of slavery, both of which, though adding nothing to their evil effects in other respects, Muhammad sanctioned for all time by his own adoption of them. (The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <<http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap2.htm>>.)
- ١٤- آراء المستشرقين: ٢٤٤/١-٢٤٥-
- 15- The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <<http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/index.htm>>.
- 16- Faith, Repentance, Heaven and Hell, the Devil and his Angels, the heavenly Angels, Gabriel the Messenger of God, are specimens acquired from some Jewish source, either current or ready for adoption. Similarly familiar were the stories of the Fall of Man, the Flood, the destruction of the Cities of the Plain, &c. — so that there was an extensive substratum of crude ideas bordering upon the spiritual, ready to the hand of Muhammad.
- 17- In his youth, we are told, Muhammad heard the preaching of Quss, the Bishop of

Najran, and he met many monks and saw much of professing Christians when he visited Syria as a trader before his assumption of the prophetic office. (The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <<http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap4.htm>>.)

١٨- ابن هشام جمال الدين عبد الملك السيرة النبوية شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر ١٩٥٥ء ١٤٢٤-٢٢٤١.

١٩- بخارى صحيح البخارى كتاب بدء الوحي باب كيف كان بدء الوحي ٧/١.

٢٠- السيرة النبوية: ١٨٢/١ - ٢١- السيرة النبوية: ١٨٨/١ - ٢٢- السيرة النبوية: ١٨٨/١.

23- It may be safely concluded that, since the tales of the kings of Persia were of interest to the Arabs and they had heard of Rustam and Isfandiyar, they are unlikely to have been quite ignorant of the story of Jamshid. Nor is it *probable* that the Persian fables regarding the ascension to heaven of Arta Viraf and of Zoroaster before him, their descriptions of Paradise and the Bridge of Chinvat and tile tree Hvapah, the legend of Ahriman's coming up out of primaeval darkness, and many other such marvellous tales, had remained entirely unknown to the Arabs. If they were known, it was natural that Muhammad should have made some use of them, as he did of Christian and Jewish legends. (The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <<http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap5.htm>>.)

24- Ibid.

25- Everyone of the main principles which we have found mentioned as inculcated by Zaid is dwelt upon in the Qur'an also. Among these may be instanced: (1) the prohibition of killing infant daughters by burying them alive, according to the cruel custom of the Arabs of the time; (2) the acknowledgment of the Unity of God; (3) the rejection of idolatry and the worship of Al-Lat, Al-'Uzza' and the other deities of the people; (4) the promise of future happiness in Paradise or the "Garden", (5) the warning of the punishment reserved in hell for the wicked; (6) the denunciation of God's wrath upon the "Unbelievers"; and (7) the application of the titles Ar Rahman (the Merciful), Ar Rabb (the Lord), and Al Ghafur (the Forgiving) to God. Moreover, Zaid and all the other reformers (Hanifs) claimed to be searching for the "Religion of Abraham." Besides all this, the Qur'an repeatedly¹⁵, though indirectly¹⁶, speaks of Abraham as a Hanif, the chosen title of Zaid and his friends. (The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <<http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap6.htm>>.)

26- Moreover, 'Ubaidu'llah was a son of a maternal aunt of Muhammad, and the latter married this reformer's widow, as we have already seen. Two others, Waraqah and 'Uthman, were cousins of his first wife Khadijah. (The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <<http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap6.htm>>.)

- ٢٧- صحيح البخارى، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى واذا كرفى الكتاب مريم ١٦٧/٤ -
 ٢٨- آراء المستشرقين: ١٠٠/١-١٠١ -
 ٢٩- آراء المستشرقين: ١٠١/١ -
 ٣٠- آراء المستشرقين: ١٠٢/١ -
 ٣١- أيضاً -
 ٣٢- أيضاً -
 ٣٣- آراء المستشرقين: ١٠٣ -
 ٣٤- آراء المستشرقين: ١٠٤ -
 ٣٥- أيضاً -
 ٣٦- آراء المستشرقين: ١٠٥ -
 37- Arthur_Jeffery , accessed 04 April 2013, <http://en.wikipedia.org/wiki/Arthur_Jeffery>.
 38- To begin with it is quite certain that when the Prophet died there was no collected, collated, arranged body of material of his revelations. What we have is what could be gathered together somewhat later by the leaders of the community when they began to feel the need of a collection of the Prophet's proclamations and by that time much of it was lost, and other portions could only be recorded in fragmentary form. There is a quite definite and early Tradition found in several sources which says, "The Prophet of Allah was taken before any collection of the Qur'an had been made. (< <http://www.bible.ca/islam/library/Jeffery/thq.htm>>.)
 ٣٩- السيوطى جلال الدين عبد الرحمن بن أبى بكر، الإتقان فى علوم القرآن، الهيئة المصرية العامة، مصر، ١٩٧٤، ٢٠٢/١ -
 ٤٠- صحيح البخارى، كتاب فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب النبى ١٨٧/٦ -
 41- Muslim orthodoxy holds that the Prophet himself could neither read nor write. But in our generation both Professor Torrey of Yale and Dr. Richard Bell of Edinburgh, working independently of each other, have concluded that the internal evidence in the Qur'an itself points to the fact that he could write, and that for some time before his death he been busy preparing material for a Kitab, which he would leave to his people as their Scripture, to be to them what the Torah was to the Jews or the Injil to the Christians. There is, indeed, an uncanonical tradition current among the Shi'a, that the Prophet had made a collection of passages of his revelations written on leaves and silk and parchments, and just before his death told his son-in-law Ali where this material was kept hidden behind his couch, and bade him take it and publish it in Codex form. It is not impossible that there was such a beginning at a collection of revelation material by the Prophet himself, and it is also possible that Dr. Bell may be right in thinking that some at least of this material can be detected in our present Qur'an. (Ibid.)
 42- W. Montgomery Watt, Muhammad at Mecca, Chapter 3: Religion In Pre-Islamic Arabia, p26-53.
 ٤٣- العنكبوت: ٢٩: ٤٨ -
 44- Nevertheless there was certainly no Qur'an existing as a collected, arranged, edited book, when the Prophet died...Here, however, we have our first stage in the history of the text of the Qur'an. There could not be a definitive text while the Prophet was still alive, and abrogation of earlier material or accessions of fresh material were always possible.(Ibid.)

45- Modern criticism is willing to accept the fact that Abu Bakr had a collection of revelation material made for him, and maybe, committed the making of it to Zaid b. Thabit. It is not willing to accept, however, the claim that this was an official recension of the text. All we can admit is that it was a private collection made for the first Caliph Abu Bakr. Some scholars deny this, and maintain that Zaid's work was done for the third Caliph, Uthman, but as 'Uthman was persona non grata to the Traditionists, they invented a first recension by Abu Bakr so 'Uthman might not have the honour of having made the first Recension. (Ibid.)

٤٦- صحيح البخارى، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ١٨٣/٦.

47- Materials for the History of the Text of the Quran, Arthur Jeffery, accessed 04April 2013, <http://www.bible.ca/islam/library/Jeffery/Materials/index.htm>.

٣٨- ماہنامہ رشد قراءات نمبر حصہ سوم، آرتھر جفری اور کتاب المصاحف، حافظ محمد زبیر، مجلس تحقیق اسلامی، لاہور، ص ٤٠٨-٤٣٩.

٤٩- ”قال الفضل بن شاذان وجدت في مصحف عبد الله بن مسعود تأليف سور القرآن على هذا الترتيب البقرة النساء آل عمران المص الأنعام المائدة يونس براءة النحل هود يوسف بنى اسرائيل الأنبياء المؤمنون الشعراء الصافات الأحزاب القصص النور الأنفال مريم العنكبوت الروم يس الفرقان الحج الرعد سبأ المليكة إبراهيم ص الذي كفروا القمر الزمر الحواميم المسيحات حم المؤمن حم الزخرف السجدة الأحقاف الجاثية الدخان إنا فتحنا الحديد سبح الحشر تنزيل السجدة ق الطلاق الحجرات تبارك الذي بيده الملك التغابن المنافقون الجمعة الحواريون قل أوحى إنا أرسلنا نوحا المجادلة الممتحنة يا أيها النبي لم تحرم الرحمن النجم الذاريات الطور اقتربت الساعة الحاقة إذ اوقعت ن والقلم النازعات سأل سائل المدثر المزمل المطففين عيس هل أتى على الإنسان القيامة المرسلات عم يتساء لون إذا الشمس كورت إذا السماء انفطرت هل أتاك حديث الغاشية سبح اسم ربك الأعلى والليل إذا يغشى الفجر البروج انشقت اقرأ باسم ربك لا أقسم بهذا البلد والضحي ألم نشرح لك والسماء والطارق والعاديات أرايت القارعة لم يكن الذين كفروا من أهل الكتاب الشمس وضحاها والتين ويل لكل همزة الفيل لإيلاف قريش التكاثر إنا أنزلناه والعصر إن الإنسان لفي خسر إذا جاء نصر الله إنا أعطيناك الكوثر قل يا أيها الكفرون لا أعبد ما تعبدون تبت يدا أبي لهب وتب ما أغنى عنه ما له وما كسب قل هو الله أحد الله الصمد.“ (ابن نديم محمد بن إسحاق بن محمد الوراق، الفهرست، باب ترتيب القرآن في مصحف عبد الله بن مسعود، دار المعرفة، بيروت، ١٩٩٧ء، ص ٣٩).

٥٠- فذلك مائة وعشر سور... وكان عبد الله بن مسعود لا يكتب المعوذتين في مصحفه ولا فاتحة الكتاب- (أيضاً)

٥١- ”قال محمد بن إسحاق رأيت عدة مصاحف ذكر نساخها أنها مصحف بن مسعود ليس فيها مصحفين متفقين وأكثرها في رق كثير النسخ وقد رأيت مصحفاً قد كتب منذ مائتي سنة فيه فاتحه الكتاب-“ (أيضاً)

٥٢- الإتيان: ٢٢٤-

٥٣- ابن أبي داود عبد الله بن سليمان بن الأشعث، كتاب المصاحف، الفاروق الحديثة، القاهرة، ٢٠٠٢ء، ص ١٠٣

٥٥- أيضاً-

٥٤- الفهرست: ٤٠-

٥٦- الإتيان: ٢٢٣- ٥٧- كتاب المصاحف: ١٠٣-

